شیعت کے پر خطر
عزائم پر چشم کشا تقریر

فضیلة الشیخ /علی عبدالرحمن الحذیفی حفظہ اللہ

امام وخطیب مسجد نبوی ﷺ کی زبانی شیعوں اور شیعیت کے پر خطر عزائم سے
اُمت مسلمہ کو آگاہ کرنے کے سلسلہ میں دیا گیا مشہور و معروف خطبہ

(تاریخ القاء ذوالقعدہ ۱۴۲۱ھ)

تقریر

فضیلة الشیخ /علی عبد الرحمن الحذیفی حفظہ اللہ

إمام و خطیب مسجد نبوی

ترجمہ و تلخیص

فضل الرحمن رحمانی الندوی

فاضل جامعة اسلامیة مدینة منورہ

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ ١

ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ٢ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ ٣

مَٰلِكِ يَوۡمِ ٱلدِّينِ ٤ إِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ ٥

ٱهۡدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلۡمُسۡتَقِيمَ ٦ صِرَٰطَ ٱلَّذِينَ أَنۡعَمۡتَ

عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ ٱلۡمَغۡضُوبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ ٧

تم إعداد هذا الكتاب بالتعاون مع:

موقع البرهان : *www.alburhan.com*

موقع العقيدة : *www.aqeedeh.com*

محفوظة
جميع الحقوق

لا يسمح بالنشر الالكتروني أو المطبوع إلا بعد الرجوع والإستئذان من أحد الموقعين

نام کتاب	:	شیعت کے پرخطرعزائم پرچشم کشا تقریر
تقریر	:	فضیلۃ الشیخ/علی عبدالرحمٰن الحذیفی حفظہ اللہ
ترجمہ وتلخیص	:	فضل الرحمٰن رحمانی ندوی مدنی
ناشر	:	عقیدہ لائبریری www.aqeedeh.com
سال طبع	:	2010ء
تعداد	:	20ہزار

فہرست مضامین

❀ کل حقوق محفوظة ---------- 2

❀ سال طبع ---------- 3

❀ فہرست مضامین ---------- 4

❀ تمہید ---------- 5

❀ خطبہ جمعہ کا متن ---------- 7

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تمہید

۱۹۸۹ء میں خمینی کے اقتدار آنے سے لے کر آج تک ، رفسنجانی کے علاوہ ایران کے کسی بھی سربراہ نے سعودی عرب کا دورہ نہیں کیا ہے دونوں ممالک کے حالات کو ساز گار بنانے کا سہرا رفسنجانی (سابق صدر مملکت ایران) کے سر ہے۔

ایران کے سابق صدر مملکت نے ذی القعدہ ۱۴۱۸ھ کے پہلے ہفتے میں ایک عالی شان وفد کے ہمراہ سعودی عرب کا دورہ کیا۔ جس میں ۱۶ عورتیں بھی شامل تھیں ان عورتوں میں رفسنجانی کی بیوی دو بیٹیاں اور ایک نواسی بھی شریک تھی۔ اس موقع پر رفسنجانی نے سعودی عرب کے بہت سے شہروں کا دورہ بھی کیا اور اپنے خاندان اور وفد کے ہمراہ مناسک عمرہ بھی ادا کیے۔

سعودیہ اور ایران کے درمیان تعلقات استوار ہوتے ہی وہ تمام کتابیں کسٹیں رسالے بازار سے غائب کروائے گئے جن میں شیعہ کے عقائد کا بطلان تھا۔

اس موقع پر بھی ایک بے باک اور جری انسان نے پوری دلیری اور شجاعت کے ساتھ روافض کے بارے میں بالکل صحیح موقف اپنایا ان کے اس موقف کو عوام نے بھرپور سراہا اور اس کے لئے عوام وخواص دونوں نے ان کو داد تحسین سے بھی نوازا یہ موقف اختیار کرنے والے بے باک عالم دین شیخ علی بن عبدالرحمٰن الحذیفی حفظہ اللہ امام وخطیب مسجد نبوی تھے۔ فرمانروائے حکومت ایران رفسنجانی ان کی امامت میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے پہنچا۔ اس موقع سے امام علی عبدالرحمٰن حذیفی حفظہ اللہ سے رہا نہ گیا اور بے اختیار آپ نے یہ دلیرانہ موقف

اختیار کیا اور آپ نے پورے شدومد کے ساتھ شیعوں کی خبر لی اور ان کے پیشواؤں ،خاص طور سے امام خمینی کو بھرپور نشانہ بنایا یہی وجہ ہے کہ اس موقع پر رفسنجانی نے نماز جمعہ ادا کیے بغیر مسجد نبوی سے نکل جانے کا ارادہ کرلیا اگر اس کو اس کے بعض رفقاء اس وقت نہ سمجھاتے تو شاید وہ مسجد نبوی سے نماز جمعہ ادا کیے بغیر نکل جاتا لیکن اس کے مشیر کاروں نے خلفشار یا حکومت ایران کی بدنامی کے خوف سے اسے اس اقدام سے باز رہنے کا مشورہ دیا چنانچہ یہ خطبہ جمعہ کے اختتام تک مسجد میں بیٹھا رہا کہ امام حذیفی حفظہ اللہ کی امامت میں نماز جمعہ ادا کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے مرافقین کے ہمراہ مسجد نبوی میں الگ نماز ادا کی ۔امام حذیفی حفظہ اللہ کے اس دلیرانہ اقدام کی پاداش میں حکومت سعودی عرب نے وقتی طور پر فتنہ کو ٹالنے اور حکومت ایران سے تعلقات میں بدمزگی پیدا ہونے کے خطرہ کی وجہ سے امام حذیفی حفظہ اللہ کو مسجد نبوی کی امامت کے منصب سے معزول کر دیا ایک محدود مدت کے لیے کچھ عرصہ بعد پھر سے ان کو ان کے منصب پر فائز کر دیا۔

............*

خطبہ جمعہ کا متن

الحمدللّٰہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علیٰ المبعوث الأمین، سیدنا محمد وعلیٰ آل بیتہ الطاھرین الطیبین، وعلیٰ صحابتہ الغر المیامین، ومن تبعھم بإحسان إلیٰ یوم الدین، أما بعد۔

معزز مسلمانوں! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے اور اسلام کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ کرو اور دلجمعی کے ساتھ اس پر ڈٹے رہو۔

فرزندان اسلام! انسان پر اللہ کی عظیم الشان نعمتوں میں سے عظیم ترین نعمت دین حق سے سرشاری ہے یہی وہ دین حق ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو کفر کے اندھیرے سے نجات دے کر ہدایت کے راستہ پر گامزن کیا ہے ضلالت وگمراہی میں ٹامک ٹوئیاں مارنے سے بچالیا ہے اور دین کی روشن اور تابناک راہ سے ہم کنار فرما کر حق کی بصیرت سے بہرہ ور فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَوَ مَنۡ كَانَ مَيۡتًا فَاَحۡيَيۡنٰهُ وَ جَعَلۡنَا لَهٗ نُوۡرًا يَّمۡشِىۡ بِهٖ فِى النَّاسِ كَمَنۡ مَّثَلُهٗ فِى الظُّلُمٰتِ لَيۡسَ بِخَارِجٍ مِّنۡهَاؕ﴾ (الانعام:۱۲۲)

''اور کیا ایسا شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور ہم نے اس کو ایسا نور دے دیا کہ وہ اس کو لیے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے کیا اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جو تاریکیوں سے نکل ہی نہیں پاتا۔''

اسلام ہی زمین وآسمان میں اللہ کا پسندیدہ دین ہے اور یہی وہ دین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کے اگلے اور پچھلے سب لوگوں کے لیے منتخب فرمایا لیکن ہر نبی کی شریعت اپنے

سابق نبی سے جداگانہ حیثیت کی حامل ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کے لئے اس کی امت کے شایان شان شریعت عطاء فرمائی ہے، جو اس کی امت کے ماحول سے ہم آہنگ ہو۔اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت کے تحت جس شریعت کو چاہا منسوخ کردیا اور جس شریعت کو چاہا برقرار رکھا بالآخر سید البشر محمد ﷺ کی بعثت کے بعد ساری شریعتوں کو اللہ تعالیٰ نے منسوخ کردیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے شریعت محمدی کے آجانے کے بعد تمام انسانوں اور جنوں کو اس کی اتباع کرنے اور اس پر ایمان لانے کا مکلّف ٹھہرا کر شریعت محمدی کو دوام بخش دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ۨ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۝﴾

(الاعراف:۱۵۸)

''آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ وہی زندگی دیتا ہے اور موت دیتا ہے۔سو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی امی پر جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتا ہے۔اور اس کا اتباع کرو تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

حدیث نبوی ﷺ ہے:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میرے بارے میں کسی یہودی یا کسی نصرانی کو پتہ چل جائے اور اس کے باوجود وہ مجھ پر ایمان نہ لائے تو اس ٹھکانہ جہنم ہے۔''

چنانچہ اب ہر شخص کے لیے شریعت محمدی پر ایمان لانا واجب ہے اور جو شخص محمد ﷺ

پر ایمان نہ لائے تو اس کا ٹھکانہ جہنم کے علاوہ اور کیا ہوسکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام کے علاوہ کوئی اور دین قابل قبول نہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ o ﴾آل عمران:۱۹)

’’بلا شبہ اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے۔‘‘

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ o﴾ (آل عمران:۸۵)

’’اور جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے تو اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو افضل ترین شریعت اور کامل ترین دین دے کر مبعوث فرمایا یہ دین تمام انبیاء ورسل علیہم السلام کی بعثت ورسالت کا لب لباب اور نچوڑ ہے آپ ﷺ سے پہلے جتنے انبیاء ورسل آئے ان سب کی دعوت کا مقصد یہی تھا جس کی ذمہ داری دے کر آپ ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَللّٰهُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْٓ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ o﴾ (الشوری:۱۳)

’’اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنا برگزیدہ بناتا ہے اور جو بھی اس کی طرف رجوع کرے اللہ اسے ہدایت دیتا ہے۔‘‘

یہودیوں اور نصرانیوں کے پادریوں کو بخوبی علم ہے کہ دین محمدی مبنی برحق دین ہے لیکن وہ لوگ محض حسد اور تکبر کی وجہ سے اس کی اتباع نہیں کرتے اور دنیا کی چاہت اور نفسانی شہوات بھی ان کے لیے دین محمدی قبول کرنے میں بہت بڑی رکاوٹ ہے یہود ونصاریٰ کا موجودہ دین اصل دین نہیں ہے بلکہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے ہی اپنی کتاب میں تحریف کر کے اپنے دین کو بدل ڈالا تھا۔لہٰذا اس وقت وہ اپنے اصل دین پر قائم

نہیں ہیں بلکہ گمراہی، کجروی اور کفر وعناد پر قائم ودائم ہیں۔

آج ایک مسلمان اور کلمہ گو کی حیثیت سے ہمارے لئے بڑے ہی شرم اور انتہائی عار کی بات ہے کہ ہم تمام ادیان وفرق میں یکسانیت ویگانگت کا نعرہ لگائیں اور دوسری طرف اہل سنت والجماعت اور شیعوں کے مابین قربت ویگانگت کا راستہ ہموار کرنے کا بہانہ تلاش کریں۔اس مذموم فکر کے حامل بعض ایسے مفکرین اور آزاد خیال لوگ ہیں جن کو عقیدہ دینیہ اور اساسیات اسلامیہ سے دور دور تک کا واسطہ نہیں۔ بلکہ وہ اس کے واقف بھی نہیں ہیں۔ عصر حاضر میں اس سے بھی خطرناک بات یہ ہے کہ عقلی تکا بازی نے دینی رنگ اختیار کرلیا ہے اور مصالح دنیویہ کو دینی رنگ دے دیا گیا ہے۔

اسلام تو یہود ونصاریٰ کو علی الاعلان اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچالیں اور جنت میں داخل ہونے کے لئے تیار کریں، دین اسلام کو گلے لگالیں اور باطل کا چولہ اتار کر پھینک دیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يَآهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۝﴾

(آل عمران:٦٤)

”آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب! ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ اللہ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو رب بنائیں پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم ان سے کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں۔“

اسلام یہود ونصاریٰ کو مالی اور امنی احکامات کے سلسلہ میں مجبور نہیں کرتا اور ان کو ان کے دین سے دست برداری کے لئے ان کے ساتھ سختی کرتا ہے نہ ان کے اسلام قبول کرنے

کے لئے کوئی جبری اقدام کرتا ہے اور نہ ہی کسی قسم کے تشدد کا اسلام قائل ہے ۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ﴾ (البقرہ:٢٥٦)

''دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں بلاشبہ ہدایت کجروی سے روز روشن کی طرح عیاں ہوچکی ہیں۔''

تو پتہ یہ چلا کہ دین اسلام ہی اصل دین ہے اور یہود ونصاری کا دین باطل ہے۔ اسلام نے اس بات کا اعلان اس لئے کیا ہے تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ دین محمدی ہی لوگوں کے لئے نجات کا ذریعہ ہے یہ بات دین اسلام کی زندہ دلی ، فیاضی ،اور انسانیت کے ساتھ ہمدردی اور خیرخواہی کی جیتی جاگتی تصویر ہے تاکہ جوایمان لانا چاہے وہ برضا ورغبت ایمان کے دائرے میں داخل ہوجائے اور جو ایمان نہ لانا چاہے اسے کون دائرہ ایمان میں داخل کرسکتا ہے؟

اگر یہود ونصاریٰ اور مشرکین اسلام قبول کرلیں تو اسلام کا دامن رحمت اور اس کی آغوش فطرت کی بے پناہ کشادگی ان کے لئے کافی شافی ہوجائے گی اور دین اسلام کے دائرے میں داخل ہوتے ہی وہ مسلمانوں کے بھائی بن کر ان کی ہمدردی اور بھائی چارگی کے مستحق قرار پا جائیں گے کیونکہ اسلام کی اندر تعصب اور عناد نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے درمیان تعصب اور قومیت کی جڑ کاٹتے ہوئے دوٹوک انداز میں اعلان فرمادیا ہے:

﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ﴾ (الحجرات:١٣)

''اے لوگو! ہم نے تم سب کوایک ہی مرد وعورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو اقوام اور قبائل میں اس لئے تقسیم کردیا ہے کہ تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کو پہچان سکو۔

اللہ کے نزدیک تم سب میں باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہو۔‘‘

تاریخ اسلام اس بات کی گواہ ہے کہ اسلام میں کسی قسم کا تعصب اور تنگ نظری نہیں پائی جاتی اور جہاں تک تمام ادیان میں قربت اور ہم آہنگی کا معاملہ ہے تو یہ بات اسلام کے لئے پورے طور پر بعید از قیاس ہے کہ وہ یہودیت اور نصرانیت سے قربت اور نزدیکی کی بات کرے بلکہ اس بات کا تصور بھی محال ہے چہ جائیکہ وحدت ادیان کی بات کی جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ مَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ o وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ o وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ o وَ مَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ وَ مَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ o﴾ (الفاطر:۱۹۔۲۳)

’’اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں! اور نہ تاریکی اور روشنی ہی برابر ہو سکتی ہے اور نہ چھاؤں اور دھوپ میں کوئی تناسب ہے اور نہ ہی زندہ اور مردہ ایک جیسے ہو سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے سنا دیتا ہے مگر آپ ان لوگوں کو سنا نہیں سکتے جو قبروں میں ہیں۔‘‘

جہاں تک مسلمانوں کی یہودیوں اور نصرانیوں سے ہم آہنگی کی بات ہے بایں طور کہ مسلمان اپنے بعض شعائر دینی اور کچھ احکامات شرعی سے دستبردار ہو جائیں اور اپنے دین اسلام کی فرماں برداری میں تساہل سے کام لیں یا یہودیوں و نصرانیوں سے مودت و رحمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے یا بعض احکامات دینیہ کی فرمانبرداری اور اتباع سے گریز کرتے ہوئے چشم پوشی کی راہ اختیار کریں تو ہمارا دعویٰ ہے کہ ایک سچے اور پکے مسلمان کا ضمیر یہ بات گوارا کرنے کے لئے ہرگز ہرگز تیار نہ ہوگا اور ایسا شخص اس طرح کا اقدام کرنے سے پہلے اپنے نفس کی لعنت ملامت کا شکار ہو جائے گا ہاں ان تمام حقائق کے باوجود ایک مسلمان کو اس کا دین اس بات کی کسی صورت میں اجازت نہیں دیتا کہ وہ کسی دوسری قوم کے لوگوں پر ظلم روا

رکھے یا ان پر بے جا زیادتی کرے بلکہ شریعت اسلامیہ غیر مسلموں کے ساتھ بھی عدل وانصاف سے پیش آنے کا درس دیتی ہے۔ دین اسلام کی طرف سے مسلمانوں کو اس بات کا مکلّف قرار دیا گیا ہے کہ وہ حق کی حمایت کریں اوراس کی مدافعت وحمایت میں سینہ سپر ہوجائیں اور باطل کے خلاف خم ٹھونک کر میدان میں اتر پڑیں اوراس کا قلع قمع کر کے ہی دم لیں اور جب تک باطل پسپا نہ ہوجائے اس وقت تک چین کا سانس نہ لیں۔

جہاں تک تمام کے تمام ادیان ومذاہب میں ہم آہنگی ویکسانیت کا معاملہ ہے۔اس سلسلہ میں ہم بحیثیت مسلمان یہ بات کہنے کے حقدار ہیں کہ اس قسم کی تحریک، دین اسلام اور تعلیمات اسلامیہ کے منافی عمل ہے جس کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اس قسم کی دعوت فتنہ وفساد اور انسانیت کے زوال کا پیش خیمہ ہے۔اس سے بہت بڑے فتنہ کی رونمائی کا اندیشہ ہے اور ایسا اقدام عقیدۂ اسلامی میں بگاڑ پیدا کرنے اور ایمان کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے مترادف ہے اللہ کے دشمنوں سے راہ ورسم ہموار کرنا اور ان کے لئے موالات ومساوات کی دعوت دینا ہے۔حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ وہ صرف آپس میں راہ ورسم اور اخوت ومحبت کا رشتہ بحال رکھیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ﴾ (التوبة:۷۱)

''مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ومعاون اور دوست ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس بات سے باخبر کردیا ہے کہ کفار آپس میں ایک دوسرے کے معاون اور مددگار ہیں چاہے وہ کسی بھی مذہب سے منسلک ہوں اور چاہے وہ کسی بھی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہوں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ۝﴾ (المائدة:۵۱)

''اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ تو آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔''

اگر ہم یہ کہیں تو ہم حق بجانب ہوں گے کہا اسلام اور یہودیت کے درمیان کسی بنیاد پر بھی ہم آہنگی اور یکسانیت کی صورت پیدا نہیں ہوسکتی کیونکہ اسلام اپنی پاکیزگی، رعنائی، روشنی، انصاف پسندی، اپنے عفوو درگذر، فیاضی، نرمی، ہمہ گیری، اپنے اخلاق کی بلندی اور انس وجن میں سے ہر ایک کے لئے اپنی عمومیت اور آفاقیت میں اپنی مثال آپ ہے جب کہ یہود کا حال یہ ہے کہ وہ اپنی قومیت پرستی، مذہبی تعصب، تنگ نظری، اور تمام انسانیت سے اپنے بغض وحسد، کینہ وکدورت، اخلاقی انحطاط، گمراہی، کجروی، اپنی بخیلی اور ہوس پرستی میں منفرد حیثیت کے مالک ہیں۔ چنانچہ ایک مسلمان مریم علیہا السلام الصدیقہ عابدہ اور زاہدہ جیسی پاکیزہ اورستودہ صفات عورت پر کس طرح تہمت طرازی کرنے کی جرات کرسکتا ہے؟ جبکہ یہودیوں کی بیبا کی اور جرات کا اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ حضرت مریم علیہا السلام پر (نعوذ باللہ) زنا کی تہمت لگاتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ یہود تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ولد الزنا قرار دیتے ہیں۔مسلمان اس قسم کی تہمت طرازی اور بہتان بازی کو کیوں کر برداشت کرسکتے ہیں؟۔

بات کیوں کر ممکن ہوسکتی ہے کہ قرآن کریم جو کہ حقیت میں کلام اللہ ہے اس میں اور شیطانی پٹارے تلمود میں برابری اور یکسانیت روار کھتے ہوئے دونوں کو ہم پلہ تصور کیا جائے ایسا کسی صورت میں بھی ممکن نہیں اور ایسا ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتا کہ تلمود اور قرآن میں فرق نہ کیا جائے۔

مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان کس بنیاد پر ہم آہنگی اور قربت ہوسکتی ہے اور کیونکر یہ دونوں مذاہب یکساں اور یکجا ہوسکتے ہیں؟

اسلام تو دین توحید ہے اور نہایت ہی صاف وشفاف عقیدے کا حامل ہے۔اس کی شریعت کامل ومکمل ہے۔دین اسلام رحم پروری، فیاضی، عفوودرگذر، عدل وانصاف روار کھنے

والا دین الٰہی ہے جب کہ عیسائیت ایسا دین ہے جس کے اصول ومبادی میں سے یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السَّلَام اللہ کے بیٹے ہیں یا وہ خود اللہ ہیں یا وہ باپ، بیٹے، اور روح القدس میں سے ایک ہیں، یعنی ان تینوں میں سے ایک ہیں۔ کیا عقل سلیم اس بات کو قبول کر سکتی ہے کہ کسی معبود اور بندے کے درمیان رشتہ قرابت ہو؟

کیا یہ بات تصور کی جاسکتی ہے کہ کوئی معبود کھاتا پیتا ہو یا گدھے کی سواری کر کے سفر طے کرتا ہو اور سوتا ہو اور اسے بول وبراز کی بھی حاجت پیش آتی ہو؟ اگر ایسا ہے تو پھر وہ کس قسم کا معبود ہے؟ جس کو اس طرح کے عوارض لاحق ہوتے ہیں۔

لہٰذا کس بنیاد پر اسلام اور اس گمراہ قسم کی نصرانیت کے درمیان ہم آہنگی کی صورت نکالی جاسکتی ہے اور کس بنیاد پر دونوں کے درمیان یکسانیت اور مساوات کا نعرہ لگایا جاسکتا ہے کیونکہ دین اسلام حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السَّلَام کی عزت اور تعظیم کرتے ہوئے یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت عیسیٰ عَلَیہِ السَّلَام اللہ کے بندے اور اس کے رسولوں میں سے برگزیدہ اور افضل ترین رسول ہیں۔علیه الصلاة واتم التسليم۔

ہم کہتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت اور شیعوں میں کس بنیاد پر یکسانیت اور تقرب ہوسکتا ہے؟ کہاں دین اسلام کا آفاقی نظام حیات اور کہاں شیعوں کا تنگ نظر اور تعصب وبدزبانی کی آلودگی میں ڈوبا ہوا نظام زندگی؟

اہل سنت والجماعت سے منسلک وہ لوگ ہیں جو حاملین قرآن کریم اور متبعین سنت رسول مبین ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے دین اسلامی اور شریعت سماوی کا محافظ ونگہبان بنایا ہے لہٰذا انہوں نے دین کی بھرپور آبیاری کی۔ یہی نہیں بلکہ دین کی حفاظت، ناموس رسالت کی پاسبانی اور اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر انہوں نے جانوں کے نذرانے تک پیش کرنے سے دریغ نہیں کیا اور یوں انہوں نے تاریخ دعوت وعزیمت کے باب میں ایک سنہرے باب کا اضافہ کیا ہے۔

اس کے برعکس روافض وہ لوگ ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو گالی دیتے ہیں، ان پر لعنت ملامت روا رکھتے ہیں، ان کو بُرا بھلا کہتے ہیں اور اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے پر بضد ہیں۔ یہ انہیں صحابہ کرام پر لعن طعن کرتے ہیں اور ان پر جملے کستے ہیں جنہوں نے اس دین کی بحسن وخوبی آبیاری کر کے اسے ہم لوگوں تک پہنچایا ہے اگر کسی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے کسی ایک صحابی کی شخصیت کو داغدار کرنے کی کوشش کی تو گویا کہ اس نے پورے اسلامی سرمایہ کو نیست ونابود کر کے رکھ دیا اور اس کی وجہ سے عمارت اسلامیہ گویا کہ زمیں بوس ہوگئی۔

اسی لئے ہمارا سوال ہے کہ اہل سنت والجماعت اور رافضیوں کے درمیان کس بنیاد پر یک جہتی اور پیار ومحبت کا معاملہ طے پا سکتا ہے؟ کیونکہ روافض خلفائے ثلاثہ کو برا بھلا کہتے ہیں انہیں گالی گلوچ تک کرنے سے بھی باز نہیں رہتے اگر وہ ذرا عقل وخرد سے کام لیں تو ان کو اس حرکت کے انجام کا پتہ چل جائے مگر وہ لوگ اس سلسلہ میں ﴿صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ﴾ کا مصداق ہیں کہ ان کو عقل ودانش سے واسطہ ہی نہیں ہے ورنہ ان کو ایسا کرتے ہوئے پس وپیش محسوس ہوتا کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو برا بھلا کہنا اوران کو گالی گلوچ کا نشانہ بنانا گویا رسول اللہ ﷺ پر براہ راست لعن طعن کرنا ہے، کیونکہ حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ ﷺ کا رشتہ قرابت ہے دونوں نبی کریم ﷺ کے سسر ہیں، دونوں آپ ﷺ کے لئے وزیر کی حیثیت رکھتے ہیں اور دونوں زندگی میں بھی آپ ﷺ کے لئے ممد ومعاون تھے اور موت کے بعد بھی آپ ﷺ کے جوار میں آرام فرما ہیں۔ گویا یہ حضرات موت وحیات دونوں میں آپ ﷺ کی رفاقت اور مصاحبت سے مشرف ہیں کون ہے جس کو یہ شرف اور مقام حاصل ہے؟ مزید برآں ان لوگوں نے نبی کریم ﷺ کی مصاحبت میں تمام غزوات میں حصہ لیا ہے ہمارے خیال میں عقیدۂ رفض کے بطلان کے لئے یہی ایک دلیل کافی ہے اور مزید دلائل پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے چہیتے داماد ہیں نبی کریم ﷺ کی دو بیٹیاں

آپ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہیں اور آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی مصاحبت کے لئے افضل ترین لوگوں کا انتخاب فرمایا تھا۔ اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ رافضیوں کا عقیدہ ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفائے ثلاثہ کے بارے میں اسلام دشمنی کا پردہ فاش کیوں نہیں کیا؟ اور اس قضیہ سے لوگوں کو متنبہ کیوں نہیں فرمایا؟ خلفائے ثلاثہ پر لعن طعن اور ان کو گالی گلوچ کا نشانہ بنانے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات بھی لعن طعن کی زد میں آتی ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر پوری رضامندی سے مسجد نبوی میں بیعت خلافت کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا رشتہ دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر بیعت خلافت کی اور آپ رضی اللہ عنہ دور خلافت میں ان کے وزیر و مشیر کی حیثیت سے ساتھ دیتے رہے۔

ہم کہتے ہیں رافضیوں کے اعتقاد کے مطابق کیا علی رضی اللہ عنہ کی ذات سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کسی کافر کو دیں؟ اور کیا یہ بات باور کی جاسکتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی مرتد اور کافر کے ہاتھ پر برضا ورغبت بیعت خلافت کریں؟ (سبحانک ھذا بھتان عظیم)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لعنت وملامت کرنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ذات کو داغدار کرنا ہے جنہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے محض اللہ کی رضا وخوشنودی کی خاطر خلافت سے دستبرداری کا اعلان کیا تھا اور جس میں توفیق الٰہی آپ رضی اللہ عنہ کی حلیف تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی پیشین گوئی فرما کر اپنی زندگی ہی میں آپ رضی اللہ عنہ کی دلجوئی فرمادی تھی۔ کیا نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی کافر کے لئے بیعت کا جواز فراہم کرتے ہوئے اپنی خلافت سے دست برداری کا اعلان کرے گا؟ (سبحانک ھذا بھتان عظیم)

مجھے حیرت اس بات پر ہے کہ رافضی ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر کس منہ سے لعنت ملامت کرتے ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شخصیت تو وہ شخصیت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی

کتاب کریم میں ام المؤمنین کے زندہ وجاوید خطاب سے نوازا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَاَزۡوَاجُہٗۤ اُمَّہٰتُہُمۡ ؕ﴾

(الاحزاب:٦)

''پیغمبر مؤمنوں پر خود ان کے نفسوں سے زیادہ حق رکھنے والے ہیں اور پیغمبر کی بیویاں مؤمنوں کی مائیں ہیں۔''

میں حیرت اور استعجاب میں یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ اہل سنت والجماعت اور رافضیوں کے درمیان کس طرح اتحاد ہوسکتا ہے؟ جبکہ رافضی حضرات امام خمینی کو معصوم قرار دیتے ہیں اور وہ لوگ اپنے باطل عقیدہ کے مطابق اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ان کے امام خمینی، نائب امام مہدی ہیں اور آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ امام مہدی ان کے یہاں ایک خیالی شخصیت ہیں۔ امام مہدی کے بارے میں رافضیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ سامراء کی سرنگ میں روپوش ہوگئے ہیں اب ان کے نائب موجود ہیں اور نائب اصل کے قائم مقام ہوتا ہے، لہٰذا اگر راشیعہ کے زعم کے مطابق امام مہدی معصوم ہیں تو خمینی بھی معصوم ہوئے کیونکہ وہ ان کے نائب ہیں اور نائب اصل کا قائم مقام ہوتا ہے۔

یہ کیسا تضاد ہے؟ کہ رافضی اپنے فقیہ کی ولایت کا عقیدہ رکھتے ہیں اگر ان کا عقیدہ یہ ہے تو انہوں نے اپنے اس قول کی وجہ سے اپنے مذہب کی گویا کہ اینٹ سے اینٹ بجادی ہے اور اپنے مذہب کی دیوار گرا کر اسے غیر محفوظ کر دیا ہے کیونکہ باطل، باطل کو شہ دے کر اسے کیفر کردار تک پہنچا دیتا ہے۔ اور باطل، باطل سے ہی پروان چڑھ کر برگ وبار لاتا ہے اور پھر اس سے بہت سے اشکالات رونما ہوتے ہیں۔ نتیجتاً ایک دوسرے کا ٹکراؤ ہونا شروع ہوجاتا ہے اور چنگاری سلگتے سلگتے دہکتا ہوا انگارہ بن جاتی ہے اور شعلہ بن کر پورے کے پورے خرمن کو نیست ونابود کر دیتی ہے، لہٰذا ہم یہاں پر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اہل بیت شیعہ کی دروغ گوئیوں اور تہمت طرازیوں سے بری الذمہ ہیں اور روافض کے مذہب باطلہ کے بطلان میں

شرعاوعقلاً دلائل وبراہین کی بہتات ہے جن کو گنوانا بڑا دشوار اور مشقت کن معاملہ ہے اس لئے ہماری رافضیوں کی خدمت میں یہی دعوت ہے کہ وہ پورے کے پورے دین اسلام میں داخل ہوجائیں۔

اہل سنت والجماعت کا جہاں تک تعلق ہے تو ہمارا رافضیوں سے دوردور کا بھی کوئی رشتہ نہیں ہے اور نہ ہم ان سے ذرہ برابر قریب ہی ہونا چاہتے ہیں بلکہ اگر اس سے بھی کم پیمانہ ہوتو ہم اس کے برابر بھی ان سے ہم آہنگی اور نزدیکی کے خواہاں نہیں ہیں کیونکہ رافضی یہود ونصاریٰ سے بھی بڑھ کر دین اسلام کے لئے ضرررساں ہیں اور ہم بحیثیت مسلمان ان پر ذرہ برابر بھی بھروسہ نہیں کرسکتے اور مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ ان کو محتاط انداز میں دیکھا کریں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾ (المنافقون:۵)

''یہی حقیقی دشمن ہیں ان سے بچواور احتیاط برتو، اللہ تعالیٰ انہیں غارت کرے یہ کہاں بہکائے جاتے ہیں۔''

شیعہ کا نسب نامہ عبداللہ بن سبا یہودی سے جاکر مل جاتا ہے اور ابولؤلؤ مجوسی کا ان کے بانیوں میں شمار ہوتا ہے۔

لہٰذا مسلمانوں سے ہماری گزارش ہے کہ عقائد وسلوک کے میدان میں ان کی امتیازی شان ہونی چاہیے کہ انہیں وہی بات پسند آئے جس میں اللہ کی خوشنودی اور رضا پنہاں ہواور انہیں وہی چیز مبغوض ہو، جس سے اللہ کی ناپسندیدگی اور ناراضی لازم آتی ہو، لہٰذا مسلمانوں کے مسلمان مددومعاون بن جائیں اور باہم شیر وشکر ہوکر متحد ومتفق ہوجائیں اور یدواحد کی طرح باہم مل جائیں کیونکہ مسلمانوں کے دشمن یا اعدائے اسلام عصر قدیم اور عصر جدید دونوں میں اپنے عقائد اور دین کے معاملہ میں مسلمانوں سے دشمنی میں یدواحد کی طرح باہم متحد ومتفق تھے ہیں اور رہیں گے، اگرچہ آپس میں ان کا کتنا ہی شدید اختلاف کیوں نہ ہو؟ مگر جب

اسلام کے خلاف کوئی مہم چلانی ہوگی اس میں وہ اپنے شدید اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر یک آواز ہوجاتے ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَنۡ تَرۡضٰی عَنۡکَ الۡیَہُوۡدُ وَ لَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَہُمۡ﴾ (البقرۃ:۱۲۰)

''اورآپ سے یہودونصاریٰ ہرگز ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ آپ ان کے مذہب کے تابع نہ بن جائیں۔''

فلسطین میں صیہونی (یہودی) حکومت کی داغ بیل ہی اسلام کے خلاف محاذ آرائی اور اس اسلامی خطہ میں امن وامان کو غیر مستحکم کرنے کی غرض سے ڈالی گئی ہے تاکہ اس علاقہ کا امن وامان غارت ہوکر بے چینی اور بدامنی کی فضا قائم ہوجائے۔اس سے عالم اسلام پرمغرب کے استعمار یا اس کی نوآبادی کا نظام نے براہ راست عقائد ونظریات پر اور مسلمانوں کے معاشرتی وسماجی ماحول پر منفی اثرات چھوڑے ہیں جس کی ضرررسانی کا مسلمان ابھی تک مزہ چکھ رہے ہیں۔ان ضرررساں امراض میں سے ایک مرض یہ بھی ہے کہ عالم اسلامی سے اسلامی عدالتوں کا صفایا ہوگیا ہے اور ہیومن لاء نے اس کی جگہ لے لی ہے اور اسلامی عدالتوں کی جگہ کورٹ اور ہائی کورٹ قائم کردیئے گئے ہیں۔لیکن الحمدللہ مملکت سعودی عرب ابھی تک اس بری بلا سے محفوظ ومامون ہے یہی وہ واحد ملک ہے۔جس میں اسلامی عدالتی نظام قائم ہے اور یہی وہ ملک ہے جہاں اسلامی قانون کو بالادستی حاصل ہے۔جہاں شرعی اعتبار سے فیصلے صادر ہوتے ہیں اور یہی وہ ملک ہے جہاں عقیدۂ توحید کا پرچم لہرارہا ہے اور قال اللہ وقال الرسول کا فلک بوس نعرہ بلند ہورہا ہے۔

عصر حاضر میں یہودونصاریٰ نے مل کر اجتماعی طور پر اس اسلامی خطہ کے لئے پیہم مشکلات اور مصائب پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور خلیجی اسلامی ممالک کو جنگی چھاؤنیوں میں تبدیل کرنا شروع کردیا ہے۔اس کا سبب وہ فوجی انقلاب ہیں جس کے خطرے سے یہ علاقہ

دو چار ہے جو مختلف ناموں سے گاہے بگاہے رونما ہوتے رہتے ہیں کبھی تو یہ ''دو البعث'' کے نام سے جنم لیتا ہے اور کبھی قومیت'' کے نام سے تو کبھی ''اشتراکیت'' کے نام اس کو منظر عام پر لایا جاتا ہے ان پارٹیوں سے اسلام کا ذرہ برابر تعلق نہیں ہے بلکہ اس سے بھی کم کوئی پیمانہ ہو تو میں کہوں گا کہ اس کے برابر بھی اس کا اسلام سے واسطہ نہیں۔انہیں نظریات نے صدام حسین کو پیدا کیا ہے۔

اس طرح دین اسلام اور علوم نبویہ کی بیخ کنی کی گئی تاکہ اسلامی قوانین کی بالا دستی کو ختم کر کے ان قوانین وضعیہ کو مسلمانوں کے سر تھوپ دیا جائے۔مسلمانوں کا استحصال کیا گیا اور حق کی آواز کو دبانے اور اس کے نورانی چراغ کو ناتواں پھونکوں سے بجھانے کی کوشش کی گئی۔جس کی وجہ سے امیر طبقہ مغربی ممالک ہجرت کر گیا اور وہ ممالک کمزوری کا شکار ہو گئے جہاں انقلابات آئے اور فوجی چڑھائی ہوئی اور ان میں سے جو امت بھی تخت نشیں ہوئی، اس نے اپنے سلف پر خوب لعنت وملامت کی۔اس نظام کی اثر پذیری کا ثمرہ ہے کہ ابھی تک بعض عرب ممالک جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کو ایسے سنگین جرم سے تعبیر کرتے ہیں جو قابل سرزنش اور لائق عقاب ہے (فلاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ) ہم کہتے ہیں کہ کہاں گئی، باہمی ہمدردی اور دعوت وعزیمت کے بلند و بانگ دعوے اور کہاں رہ گئی عزت وکرامت کی قیمتی چادر؟

چنانچہ جب سپر پاور ملکوں کے لئے اسباب مہیا ہو گئے تو وہ ظاہری طور پر فوجی دخل اندازی کے لئے کوشاں نظر آنے لگے کیونکہ اقتصادی طور پر تو انہیں پہلے ہی سے بالا دستی حاصل تھی اس لئے مغربی ممالک کی نیتیں خراب ہونے لگیں اور ان کا فطور اپنی انتہا کو پہنچ گیا حتیٰ کہ وہ اپنی بدنیتی کی وجہ سے اس بات کے خواہاں نظر آنے لگے کہ پہلے تو ان خلیجی ممالک کے پورے خطہ کو بدامنی اور انتشار کی آماجگاہ بنا دیا جائے پھر انہیں چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کر کے آپس میں دست وگریباں کر دیا جائے تاکہ یہ اپنی ساری توانائی اسی کشمکش کے نظر

کردیں اوراسی دینی اوراعتقادی دشمنی کا نتیجہ ہے کہ سپر پاورممالک حرمین شریفین کی محافظ حکومت کے خلاف کمر بستہ نظرآتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس ملک کوعزوشرف کا گہوارہ بنادے اوراس کی عظمت اورشان کو دوبالا کردے اوراس کی شہرت میں چار چاند لگا دے۔ کیونکہ یہی وہ مملکت ہے جوموجودہ دور میں اسلام کا قلعہ اورمسلمانوں کے لئے جائے پناہ ہے اس لئے مغربی ممالک میں سے امریکہ اور برطانیہ اوران کے حواریوں کی کوشش ہے کہ اس عظیم ملک کوتباہ و برباد کردیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ مذکورہ ممالک، اس ملک کی سلامتی کو ملیا میٹ کرنے کے لئے رات دن کوشاں ہیں اور نہ صرف اس ملک کو برباد کرکےاس پر قابض ہونے کے درپے ہیں بلکہ تمام سپر پاور ممالک اور ساری کی ساری کافر دنیا، اسلام اور مسلمانوں کے کھلے دشمن ہیں اوراسلام کے خلاف بیک آواز صف بستہ کھڑے، اسلام اور مسلمانوں کوکھلم کھلا دعوت مبارزت دے رہے ہیں۔ لہٰذا ان ممالک میں سے کسی ملک پر بھی کسی صورت میں بھی بھروسہ اوراعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ مملکت سعودی عرب کوضرر رسانی اور نقصان دہی کی تمنا کا اظہار، ان کے دھمکی آمیز اعلانات سے ہوتا ہے جوانہوں نے مملکت سعودی عرب کے حساس علاقوں کے سلسلہ میں کیے ہیں۔ مملکت کی سرزمین کی سلامتی اوراس کی وحدت کواپنی مقاصد مذمومہ کا نشانہ بنانے کی غرض سے انہوں نے یہ حرکت کی ہے ہمارا بھی کھلم کھلا اعلان ہے کہ امریکہ کواس بات کا بخوبی پتہ ہونا چاہئے کہ دنیا کے ایک کونے سے لے کر دوسرے کونے تک کے مسلمان بلاد حرمین شریفین کے پاسبان اورنگہبان ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ملک کومزید عزوشرف سےنوازتا چلا جائے کیونکہ یہ مملکت سعودی عرب ہی ہےجس کو بلاد حرمین ہونے کا شرف حاصل ہےاوریہی وہ مملکت ہے جواسلام اورمسلمانوں کا آخری قلعہ اور پناہ گاہ ہے۔

مسلمانوں کے خلاف عالم کفر کی ان سازشوں کو چھ نکات میں بیان کیا جاسکتا ہے، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱: یہودی ملک اسرائیل کو تحفظ فراہم کرنا۔

۲: ہیکل سلیمانی تعمیر کرنے کے خواب کو عملی جامہ پہنانا۔

۳: عرب ریاستوں کے درمیان یہود فوج کی بالا دستی اور سلامتی کو یقینی بنانا۔

۴: عرب علاقوں کے قدرتی وسائل وذرائع اور اقتصادی اثاثہ جات پر قبضہ کرنا تاکہ اس سرزمین پر بسنے والے اصل باشندے غیر مسلموں کے سامنے ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہو جائیں اور صرف ان کے ٹکڑوں پر گزر بسر کریں۔

۵: دعوت اسلامیہ کا بلاد عرب سے جنازہ نکال دیا جائے تاکہ اسلام کا اور قال اللّٰہ وقال الرسول کا نام ونشان تک باقی نہ رہے۔

۶: اسلام مخالف تحریکوں کو زہر افشانی کی کھلم کھلا چھوٹ مل جائے اور اسلامی روایات واقدار کا اس خطے سے مکمل صفایا ہو جائے علاوہ ازیں اس خطہ کے تمام ممالک باہم دست وگریباں ہو جائیں اور ایسی دائمی خانہ جنگی چھڑ جائے جس کا خاتمہ ممکن نہ ہو۔

فرزندان اسلام! کیا تمہارے لئے ترکی حکومت باعث عبرت نہیں؟ یہ وہی ترکی حکومت ہے جس پر ہمیشہ اشتراکیت کا غلبہ رہا ہے۔ اس وقت سے اشتراکیت نے ترکی حکومت کو اپنے زیر نگیں کیا ہوا ہے جب سے کمال اتاترک نے اس حکومت کی باگ ڈور سنبھالی اور زبردستی اس اسلامی ملک پر کفر وشرک کی نحوست کو مسلط کر دیا چنانچہ وہاں کے حکام نے شریعت اسلامیہ کی مخالفت شروع کر دی اور تعلیمات اسلامیہ کو پس پشت ڈال دیا اور اس کے اصول ومبادی سے دور سے دور تر ہوتے چلے گئے۔ اسلام کے ایک ایک اصول کو اس ملک سے کھرچ کھرچ کر پھینک دیا گیا اور آج ابھی تک حکومت ترکیہ اسلام کی مخالفت پر کمربستہ اور اس کے خلاف صف آراء ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ انھوں نے یہودیوں سے سمجھوتہ کر کے اسلام دشمنی کی پکی اور سچی دلیل پیش کر دی ہے۔ حالانکہ یہودیوں نے انھیں اپنی آنکھوں پر بٹھانے کے بجائے اپنا مطیع اور فرمانبردار خادم بنا کر دنیا کے سامنے ان کی تذلیل کی، بلکہ تاریخ گواہ ہے کہ

یہودیوں نے ان کو اپنی خاص تنظیموں میں ابھی تک کوئی نشست تک مہیا نہیں کی ہے۔صرف اس لئے کہ ترک کسی زمانے میں اسلام کے حامی تھے اور کسی دور میں ترکوں نے عالم اسلام کی قیادت کی تھی۔بس یہودیوں کی نظروں میں ان کا یہی گناہ کانٹے کی طرح کھٹکتا رہتا ہے۔جس کی وجہ سے وہ ترکی کو ابھی تک کسی بھی تنظیم میں شریک نہیں کرتے اور نہ ہی کسی اہم عہدے سے ان کو سرفراز ہونے دیتے ہیں۔لہٰذا ان لوگوں کو ہماری یہی نصیحت ہے کہ تم چاہے یہودیوں کے لئے اپنے حقوق سے پوری طور پر سبکدوش ہو جاؤ مگر یہود یہود ہی رہیں گے وہ تم سے کبھی بھی اپنی رضامندی اور خوشنودی کا اظہار نہیں کر سکتے ہیں۔اس لئے ہماری تمام مسلمانوں سے گزارش ہے کہ اپنے دین کے دفاع کے لیے سینہ سپر ہو جائیں اور اپنے حق خودارادی کو برقرار رکھنے کے لیے بھرپور کوشش کریں اور اپنے اسلامی تشخص کی حفاظت کے لئے کوشاں ہو جائیں۔ اب ہم عراقی بھائیوں سے مخاطب ہو کر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میرے عزیز عراقی مسلمان بھائیو! یہ دشمنی، دینی دشمنی ہے اس دشمنی کی اور کوئی دوسری وجہ نہیں ہے۔ہمارا سوال ہے کہ عراقی عوام چھ سال سے حصار بندی کی زندگی کیوں گزار رہے ہیں؟ آخران کمزور ناتواں اور مسکین عوام کا کیا گناہ ہے انہیں اس کی قیمت کیوں چکانا پڑ رہی ہے؟ اگر ان کا کوئی گناہ ہے تو یہ ہے کہ وہ لوگ مسلمان اور کلمہ گو ہیں۔

ہمیں اجازت دیں اس موقعہ سے ہم صراحت کے ساتھ یہ بات کہنا چاہتے ہیں کہ اس جنگی دوڑ میں صدام اور اس کی پارٹی کا کچھ نہیں بگڑے گا اور نہ ہی صدام اور اس کی پارٹی کو کسی نقصان کی کوئی پرواہ ہے، انہیں تو اپنا الو سیدھا کرنے سے غرض ہے۔مغربی اتحادی ممالک کا خیال بلکہ ان کا متفقہ طور پر پروپیگنڈا ہے کہ عراق اقوام متحدہ کی قرارداد پر عمل درآمد کرنا نہیں چاہتا۔حالانکہ جس قرارداد کی عراق نے خلاف ورزی کی ہے وہ تو صرف اور صرف ایک ہی قرارداد ہے اس کے برعکس یہودیوں نے تو پچاس قراردادوں کی خلاف ورزی کی ہے۔اس سلسلہ میں مغربی ممالک کے سربراہوں میں سے کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگی اس سے

بھی آگے بڑھ کر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جب صیہونی حکومت نے معاہدے پر دستخط سے انکار کر دیا اس وقت یہودیوں کے خلاف معروف ومشہور سورماؤں میں سے کسی نے اپنی زبان سے ایک جملہ تک نہیں نکالا، حالانکہ یہ پورا خطہ آتش فشاں پہاڑ کی طرح پھٹنے کے لئے تیار ہے بس ایک چنگاری کو ہوا دینے کی ضرورت ہے اور پورا خطہ اس کی آتش فشانی کی لپیٹ میں آ جائے گا۔ اس پرُفتن ایٹمی ہتھیاروں کی دوڑ کسی صورت میں بھی مناسب نہیں ہے مگر صیہونی ہیں کہ اپنی ہٹ دھرمی پر اترے ہوئے ہیں اور اپنے تکبر وعناد پر قائم ہیں۔ انہیں کسی کی پرواہ نہیں ہے انہیں صرف اپنے ذاتی مفاد سے مطلب ہے اور انہوں نے صدام کو اپنا ہتھکنڈہ اور ایجنٹ بنایا ہوا ہے لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ اعدائے اسلام جو پلاننگ بنا رہے ہیں صدام حسین اس کا نفاذ کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

ہماری امریکہ اور اس کے حلیف ممالک سے درخواست ہے کہ وہ خلیجی ممالک کے معاملات میں دخل اندازی سے گریز کریں کیونکہ اس عربی خطہ کے تمام خلیجی ممالک بذات خود اپنے اپنے ملکوں کے ذمہ دار ہیں۔ ان میں سرفہرست مملکت سعودی عرب ہے اور ان تمام خلیجی ممالک کو حق خودارادی حاصل ہے کسی دوسرے ملک کو ان کے معاملات میں ٹانگ اڑانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے؟

ہم امریکہ کو بھی یہ پیغام دینا چاہیں گے کہ اسے اپنی طاقت وقوت پر کسی قسم کا غرور ہو اور وہ اپنی بے پناہ ایٹمی صلاحیت پر نازاں نہ ہو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت تکوینی ہے کہ جب طاقت وقوت کسی قوم یا کسی حکمران وقت کو ظلم پر آمادہ کر دیتی ہے تو سمجھ لو کہ اس کی شامت آ گئی ہے اور اس کی تباہی وبربادی اس کے سر پر منڈلا رہی ہے یہ اللہ تعالیٰ کا حتمی فیصلہ ہے اللہ کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔

ہوتا یہ ہے کہ وہی کمزور وناتواں لوگ، جن پر ظلم کیا جاتا ہے ایک دن اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور اللہ رب العالمین کی طرف سے اس سرکش اور کافر قوم کی تباہی وبربادی انہی مظلوموں

کے ہاتھ مقدر فرمادی جاتی ہے اور اللہ کے حکم سے وہ سرکش قوم انہی مظلوموں کے ہاتھ سے تباہ و برباد ہو جاتی ہے کیونکہ ان ظالموں کی ہلاکت کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی کمک فراہم کرتا ہے اور مظلوموں کا خون رنگ لاتا ہے۔ظالموں کا نام ونشان مٹ جاتا ہے۔ امریکہ کو اپنی جدید ٹیکنالوجی اور بے پناہ ایٹمی صلاحیت پر ہرگز ہرگز ناز نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ٹیکنالوجی پر ہی فتح ونصرت کا دارومدار نہیں ہے بلکہ فتح ونصرت کا دارومدار ایمان خالص اور یقین صادق پر ہے۔

اس خلیجی خطہ کا امن وامان ان عرب ممالک کے ارباب حل وعقد کے ہاتھ میں ہے۔ وہی اس سرزمین پر امن وامان کے پاسبان اور محافظ ہیں۔ یہاں قائم رکھنے کی ذمہ داری بھی انھی لوگوں کی ہے۔کسی دوسرے کو ان ممالک کے معاملات میں دخل اندازی کا کیا حق پہنچتا ہے؟ ان مصیبت زدہ خلیجی ممالک میں مشکلات ومصائب کا سبب سپر پاور ممالک اور ان کے اتحادیوں کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ان سپر پاور ممالک کا طریقہ واردات یہ ہے کہ یہ خود ہی کسی علاقے میں فتنہ وفساد برپا کرواتے ہیں اور فسادات کے رونما ہوتے ہی سازوسامان سے لیس اپنی اپنی فوجیں وہاں پہنچا دیتے ہیں اور جب بھی کوئی فساد ان کی وجہ سے رونما ہوتا ہے تو یہ ممالک اس فساد سے نبرد آزمائی کے لئے فوراً تیار ہو جاتے ہیں اور دعویٰ کرنے لگتے ہیں کہ صورتحال کی سنگینی کا تقاضا ہے کہ اتحادی فوجیں اقوام متحدہ کی چھتری تلے اس ملک میں اتاری جائیں۔گویا انھیں کی فوجوں میں یہ صلاحیت ہے کہ صورت حال کنٹرول کرسکیں اور حالات کی سنگینی کا اندازہ لگاسکیں آخر کیوں؟ یہ تو ایسے ہی ہے کہ جیسے کسی بھڑیے کو بکریوں کا محافظ اور نگہبان بنادیا جائے۔

میرے عزیز بھائیو! ہمارے اور ان کے درمیان اسلام اور غیر اسلام کی لڑائی ہے،لہٰذا یہ دشمنی، دینی دشمنی ہے اور امریکہ کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہے بلکہ وہ تو یہودیوں کی شطرنج کا پانسہ ہے۔یہودی جیسے چاہتے ہیں اسے اپنے سامنے ناک رگڑنے پر مجبور کردیتے ہیں اور امریکہ کو ذلیل وخوار ہو کر یہودیوں کے سامنے ناک رگڑنی پڑتی ہے۔مسلمان کسی حال میں

خلیج کے اندر امریکہ کی فوجی موجودگی کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور نہ ہی اس خطہ میں امریکہ کے حلیف ممالک کی موجودگی مسلمانوں کو گوارہ ہے اور نہ ہی کسی کافر ملک کی اس خطہ میں بالادستی مسلمانوں کے شایان شان ہے کیونکہ ارشاد نبوی ﷺ ہے ''جزیرۃ العرب میں دو ادیان کا وجود باقی نہیں رہ سکتا'' نبی کریم ﷺ نے اپنی آخری وصیت میں فرمادیا ہے ''یہود و نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکال بھگاؤ'' لہٰذا ہمیں اپنے حبیب ﷺ کی وصیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پر عمل درآمد کرنا چاہئے۔

اب میں اپنے مسلمان بھائیوں سے مخاطب ہوکر ان سے براہ راست یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں مسلمانو! تمہارے سروں پر مصائب و آلام، خوف و دہشت کے بادل منڈلا رہے ہیں، لہٰذا ان حالات میں تو اللہ کی طرف متوجہ ہونے کی کوشش کرو اور اللہ کے سامنے گڑگڑا کر آہ وزاری کے ساتھ توبہ کرو! کیونکہ گناہوں اور معصیتوں کی پاداش میں ہی بلاؤں اور آفتوں کا نزول ہوتا ہے اور مصائب و آلام کا توبہ واستغفار اور اللہ کی طرف رجوع وانابت ہی سے ازالہ ہوتا ہے۔

ہم اس شخص سے کہنا چاہتے ہیں جس نے شراب نوشی کے ذریعہ اللہ کی نافرمانی کا سنگین ارتکاب ہے کہ وہ اللہ کے روبرو سچی توبہ کرے کیونکہ اس شخص کے اس عمل کی وجہ سے اصلاح معاشرہ کا فریضہ انجام پذیر ہوگا۔ اس گھناؤنی حرکت سے توبہ کرکے گویا کہ وہ اپنے سماج کی اصلاحی خدمت کا فریض انجام دے گا۔

میں اس شخص سے براہ راست مخاطب ہونا چاہتا ہوں جس نے زنا کاری اور فحاشی یا اغلام بازی اور غیر فطری عمل کرکے اپنا منہ کالا کیا ہے۔ اسے اللہ کی طرف فوراً رجوع کرنا چاہئے اور توبہ کرکے اپنے گناہوں کا ازالہ کرنا چاہئے اپنے کیے پر ندامت کے آنسو بہانا چاہئیں اور اس کے بعد اس سنگین گناہ سے دور رہنے کا عزم کرنا چاہئے۔

میں اس شخص سے مخاطب ہوکر خصوصی نصیحت کرنا چاہتا ہوں جس نے منشیات یا ہیروئن

اور چرس نوشی کر کے اللہ کی نافرمانی کا ارتکاب کیا ہے کہ تم توبہ کرو اور اپنے گناہوں پر ندامت کے آنسو بہا کر رب کریم سے یہ گناہ معاف کروالو! کیونکہ عنقریب تمھیں رب ذوالجلال کے سامنے حاضری دینی ہے اس وقت تم کس منہ سے رب کریم کا سامنا کروگے؟۔

اسی طرح میں بے نمازی کو مخاطب کر کے بطور نصیحت یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پہلی فرصت میں توبہ کرڈالو!اوراللہ کی طرف رجوع وانابت کرو! کیونکہ موت کا کوئی پتہ نہیں۔کب آجائے گئی۔

میں ان ظالموں اور جابروں سے مخاطب ہوکر یہ کہوں گا جنہوں نے کسی مسلمان کی عزت وآبرو یا مال دولت غصب کر کے کسی کے خلاف ظلم جیسی گھناؤنی حرکت کا ارتکاب کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو اور اس ظالمانہ عمل سے دور رہنے کا عزم کرو تا کہ تمہارے غم غلط ہو جائیں دور ہوجائیں اور مصائب وآلام کافور ہوجائیں۔

اپنے مال ودولت اور اپنی جائداد کاروبار کو سودی لین دین سے پاک صاف رکھو! کیونکہ سودی کاروبار ایسی منحوس بیماری ہے جو جنگ وجدال اور تباہی وبربادی کا پیش خیمہ ہے بلکہ سودی لین دین ہی ساری برائیوں کی جڑ ہے۔اگر اسے ام الخبائث کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا،لہٰذا اپنے معاملات کو سودی لین دین کی آلودگی سے پاک وصاف رکھنے کی بھر پور کوشش کرو اور جو معاملات ملت اسلامیہ اور شریعت الٰہیہ کے منافی ہوں ان کا بائیکاٹ کرو! تا کہ ساہوکار اسلامی احکامات کے تحت اپنے تمام بینکاری نظام کو ڈھالنے کے لئے مجبور ہوجائیں اور اللہ کے روبرو گڑگڑا کر دعا کرو اور دعوت اسلامیہ کو پوری دنیا میں پھیلاؤ اور دین اسلام کی تبلیغ کے لئے تن من دھن کی بازی لگادو تا کہ چاردانگ عالم میں اسلام کا پرچم لہرانے لگے۔

مسلمانوں کو تعلیمات اسلامیہ سے روشناس کرانا اپنا شعار بناؤ اور عالم اسلام کے سازگار ماحول اوراس کی پر کیف فضا میں اسلامی نصاب تعلیم کی طرف بھر پور توجہ مرکوز کرنے کی کوشش کرو! تمھیں یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ دعوت الی اللہ کا فریضہ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے ۔خصوصاً یہ ان علمائے کرام کی ذمہ داری ہے جو اپنے عقیدہ اور علم وعمل کے

اعتبار سے مستند ہوں جو اپنی استقامت کے اعتبار سے عوام وخواص میں مقبول ہوں اور جو تقویٰ وپاکیزگی کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہوں اور جو عوام کے لئے ان کے درپیش مسائل میں مرجع کی حیثیت رکھتے ہوں اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق فیصلہ دینا ان کا شیوہ ہو! اور گروہ بندی اور فرقہ پرستی سے احتیاط برتو! اور خواہشات کے پیچھے اور طرح طرح کی بیہودگی وعیاشی سے کنارہ کشی اختیار کرو!

اللہ کے عقاب، اس کے عذاب عتاب سے ڈرو کیونکہ اللہ کی پکڑ بڑی سخت ہے اس لئے کہ اللہ جب گرفت کرنے پر آتا ہے تو اس کی گرفت سے کوئی چھٹکارہ نہیں دلاسکتا۔

بارك اللّٰه لی ولکم فی القرآن العظیم، وبهدی سید المرسلین وبقوله القویم! اقول قولی هذا، واستغفر الله لی ولکم ولسائر المسلمین فاستغفروه إنه هو الغفور الرحیم.

............*